رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللّٰہ لا یغیّر ما بقومٍ حتیٰ یغیّروا ما بانفسہم

انہ اٰوی القریۃ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہ با در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

(پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۴ (۴) غیر مذاہب والون سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲ عہ)

فہرست مضامین

نمبر ۶ دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۲ھ جلد ۹

قصیدہ

(از مولوی وزیر الدین صاحب)

یارب مدام شاد زید میرزائے ما
کز فیض اوست رونق بستان سرائے ما
کو اندرین زمانہ نیا ورد نور حق
گردید بے چراغ ہمہ خانہ ہائے ما
اے لوگو سوچو خدا کے لئے ذرا
کیون فتح تم پہ پاتا ہے میدان میں میرزا
کیون عزت اس کو دیتا ہے اللہ ہر ایک بار
ہر معرکہ میں پڑتی ہے تم پہ خدا کی مار
تم سارا زور ناخنوں تک خرچ کرتے ہو
آخر خدا کی شان کہ میدان میں مرتے ہو
کیا متقی کی شان ہے قرآن میں یہی
ناکام و نامراد ہو اور شاد مفتری
گر متقی ہو تم تو یہ تقوے عجیب ہے
جسپر خدا کی مار ہمیشہ نصیب ہے
مرزا مسیح نہیں ہے تو پھر کیوں نہ آئے خدا
جلدی نہیں پکڑتا بدین کذب و افترا
دشمن تو اس کے لاکھوں ہیں کیوں سارے پست ہیں
میدان میں جو نکلتے ہیں کھاتے شکست ہیں
واللہ یعصمک من الناس ہے سپر
انی مہین کا تیغ ہے اعداء دین کا سر

پہ تیغ پہ سپر انہیں ہم آتا نظر نہیں
ناحق کٹا رہے ہیں سر و سینہ و سرین
کیا مفتری پہ عیسے اللہ کا یہی نشان ہے
پچیس سال سے بہ عز و شان ہے
کیون حق سنتے لو نقول قرآن میں کہا
کیا آنجناب کرے بہت سخت افترا
افسوس تم کو کوئی بھی ہوش و خرد نہیں
ورنہ وہ کون بات ہے جسکی سند نہیں
صادق ہو تم تو پھر تمہیں ذلت کی مار کیون
جان توڑ کوششون پہ بھی آخر میں ہار کیون
اے غافلو دکھا رہا ہے حق تمہیں نشان
پر شامت گناہ سے ہو تم دیدہ رفتگان
تم ان مقدمون کو سمجھتے ہو رائیگان
حالانکہ ہیں حق کے نشانات ہیں نہان
یہ ہار جیت کچھ بھی نہیں بات ہے خفیف
پر میں تمہیں بتاؤں جو ہے نکتہ لطیف
اک واقعہ کی قبل وقوع دے کوئی خبر
پھر اپنے وقت پر ہو کا قبیل جلوہ گر
تنگ جائیں سارا زور لگا کر مخالفین
ہو پیشگوئی پوری علے الرغم اہل کین
زین قسم واقعات کا اعجاز نام ہے
گو ظاہرا وہ واقعہ معمول عام ہے
ظاہر نظر سے دیکھو تو جہل کی وفات
دنیا کے واقعات میں معمولی سی ہی بات
پر پیشگوئیوں نے بنایا یہ واقعہ

سرور کائنات کا اک پاک معجزہ
ایسے ہی ہیں جناب مسیح کے مقدمات
ہین انکی تہ میں قادر مطلق کے معجزات
دو سال قبل کہہ دیا تھا یہ کہ کھول کر
دشمن دلیر دل ہے ولیکن نہیں خطر
آخر میری فتح کا مجھکو پیام ہے
کچھ قدر نہیں ہین انہیں کہ قادر کا کام ہے
آخر کو دیکھتے ہو کہ وہ کون ہے جو آج
فتح و ظفر کا سر پہ سجائے ہوئے ہے تاج
جان توڑ کوششوں سے حریف آگئے ہیں تنگ
پر کیا کریں کہ ہو نہیں سکتا خدا سے جنگ
اپنی دعا میں کرتے تھے قطع جو نہ سال
بتلا گئے قصوری قصور نظر کا حال
گویند چون اہل بسر سگ شود سوار
روسوے مسجد آورد از شاشہ نابکار
اے نائب رسول خدا با د بر تو جان
ہر روز بنگریم ز تو تازہ تر نشان
گفتی کہ برا خیر ہر اعدا فتد شکست
امروز دیدہ ایم کہ افتادہ اند پست
دیروز خلق گفت فلان کس ہو شمند است
امروز بر زبان کہ فلان خر نشین بد است
دیروز شاد مان اعطا بخندہ بود
امروز سوگواری شان گریہ ما فزود
آنکس کہ بر خلاف تو از خود گواہ شد
بیچارہ مفت در دو جہان رو سیاہ شد

صد شکر حق کہ ہر چہ ز حق بر لبت رسید
امروز ہمچنان ز پس پردہ شد پدید
اے کاش آن جہل تا زین نشان برکیست
تا وید سے در فراست و الہام فرق چیست
ہم لیکھرام آمدے کہ بار کنت تا بدید
کین خلق را کست خالق فعال مایرید
افسوس ہم سوامی ندہست در جہان
تا اعتراف کردے بالہام ملہمان
حیف است بر بصیرت اعدا ز نابکار
بینند صد نشان و نگیرند اعتبار
روسوے پیشگوئی نیارند سفلگان
تا بر کسان عیان نشود راز این نشان
حق پوش کینہ کوش گوارا کنند نام
لاکن ز سر بدر نکنند این خیال خام
بر لب میار شکوہ اعدا وزیر دین
کین قوم کور و کر شدہ از کینہ و کین
در حضرت مسیح صلواۃ و سلام گوے
دست دعا برار رہ بزرگان بپوے
یارب چنان شود کہ بہ عمر خود تمام
در قادیان بخدمت خدام این امام
فرزند ارجمند محمد عمر شود بزرگ دین
در دو جہان شود الہی زفائزین
یارب برین دعا من آمین کنند عام
این است مدعا دل بندہ والسلام

(۱۱) ثم اذا القی الشبہ علی غیرہ ثم انہ رفع بعد ذالک الی السماء فالقوم اعتقدوا فیہ انہ ھو عیسےٰ مع انہ ما کان عیسےٰ فھذا کان القاء لھم فی الجھل والتلبیس وھذا لا یلیق بحکمۃ اللہ تعالیٰ۔ ترجمہ۔ یعنے ہرگز شخصے را بشکل مسیح کردہ شد و حضرت مسیح علیہ السلام بعد ازان بر آسمان برداشتہ شدند پس آن قوم اعتقاد کردند کہ این مسیح است و حالانکہ در حقیقت آن شخص مسیح نبود پس از القاء این شبہ یہود را جاہل و بے خبر کردن است و این امر منافی حکمت ایزدی است۔ این دلیل ہم مانع شبیہ مسیح است۔

(۱۲) بقول بعض مفسرین اگر گرفتار کنندہ مشابہ بالمسیح گشت پس آیا یہود را خیال آمد کہ این شخص خیرخواہ و حامی ما است این را چرا بر دار مے کشیم این ہمراہ ما در خانہ داخل شدہ بود۔

(۱۳) اگر آن شخص از حواریین مسیح مے بود پس اقربا و رشتہ داران او بالضرور پیش حاکم وقت فریاد و فریادے کردند کہ این را چرا بے قصور بر دار کشیدہ مے شود۔

(۱۴) اگر بالفرض آن حواری مسیح بود و این چنین فدائے مسیح بود و شاید مدعیان حیات مسیح گویند کہ آن شخص بعدارت ہم بود مگر حکام چون سقف خانہ را شگافتہ دیدند پس آیا آنہا پے نبردند کہ مسیح از شگاف بر آسمان رفت۔

(۱۵) اعتقاد بردن مسیح علیہ السلام را بآسمان الزام غلط فہمی بر خداوند تعالیٰ قائم کردن است کہ خلاف ارشادات ایزدی است زیرا کہ یہود مسیح علیہ السلام را بدعوت نبوت دروغگو مے پنداشتند و مجرم و ملزم قرار دادہ بودند و تنازع یہود در باب غیر مرفوع بودن روحانیت مسیح بودند در باب جسم مسیح۔ یعنے یہود مے گفتند کہ مسیح مرفوع الی اللہ یعنے مقرب الٰہی نیست پس خداوند تعالیٰ تردید فرمود کہ مسیح مرفوع الی اللہ است یعنی مقرب الٰہی است چنانچہ خداوند تعالیٰ بجائے دیگر در قرآن کریم ہمین اعتراض یہود را رد فرمود قال اللہ تعالیٰ وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ ترجمہ۔ یعنے مسیح علیہ السلام در دنیا و آخرت باعزت و از مقربان ایزدی است اعتراض یہود کہ مسیح مقرب الٰہی نیست خداوند تعالیٰ تردید آن فرمود کہ مقرب الٰہی است خداوند تعالیٰ در قرآن کریم بحسب اعتراض یہود جوابے فرماید اعتراض یہود بود کہ مسیح شخصے دروغگو و ملعون بود کہ بحسب حکم ایزدی کہ در توراۃ است بدست ما بر دار کشیدہ و کشتہ شد خداوند تعالیٰ رد آن فرمود کہ مسیح ملعون نبود بلکہ مقرب الٰہی بود و مقتول بالصلیب نگردید تحقیق اعتراض یہود در باب مسیح جواب آن مے بایست کہ مسیح مرفوع الی اللہ یعنے مقرب الٰہی است نہ اینکہ مسیح بر آسمان رفت جواب بحسب سوال مقرون بالصواب مے باشد نہ بالعکس۔ و در قرآن کریم در حق حضرت مسیح علیہ السلام بالخصوص ارشاد است وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ حالانکہ جملہ انبیاء وجیہ فی الدنیا والاخرۃ و مقرب ایزدی

ب واذا کان علی انسان خطیۃ حقھا الموت فقتل وعلقتہ علی خشبۃ فلا تبیت جثتہ علی الخشبۃ بل تدفنہ فی ذالک الیوم لان المعلق ملعون من اللہ۔ توراۃ کتاب استثنا۔ ترجمہ۔ یعنے چون بر انسانے گناہے باشد کہ سزائے آن گناہ کشتن باشد پس ہرگاہ آن کس کشتہ شود و معلق بر دار کردہ گشتہ باشی پس لاش آن مقتول را در شب بر دار مگذار بلکہ در ہمان روز او را دفن کن زیرا کہ کسیکہ بر دار کشتہ شود آن ملعون یعنے مردود است از قرب ایزدی۔

وغلط و بیان غیر واقع ہست زیرا کہ قرآن کریم این ہفوات را رد فرمودہ است (۱) پیر صاحب در این قصہ بر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اتہام امداد فسق و فجور کردہ۔ حالانکہ خداوند تعالیٰ مے فرماید تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ ترجمہ۔ یعنے امداد کنید مردم را بر نکوئی و پرہیزگاری و امداد نہ کنید مردم را بر گناہ و ظلم۔

(۲) اگر حضرت قطب عالم این قدر طاقت متشکل شدن باشکال مختلفہ مے داشتند خادم خود را از ارتکاب فسق و فجور باز مے داشتند نہ اینکہ بکرات و مرات برائے امداد فسق او بشکل ہندو و کافرے مے شدند۔ نعوذ باللہ من ہذہ اللغوات

بزرگان از موہائے سفید خود نیز ترسانند بلکہ مستر شدان خود را چنین ارشاد مے فرمایند چنانکہ آنحضرت صلعم زید بن حارثہ را فرمودہ بودند اتق اللہ۔ الآیۃ۔ ترجمہ یعنے از خدا تعالیٰ بترس۔

قبل ازین ما بیان کردہ ایم کہ اولیاء و انبیاء اللہ من شعائر اللہ مے باشند و تمثل ایشان بتناسب اعضا و پیرایہ لباس کفار و اشرار بقانون ایزدی ممتنع است خداوند شرے دامنگیر آن کس کند کہ شبیہ و تمثل شکل مرشد و ہادی خود بکافر و مظہر شیطانی روا دارد۔

(۳) آیا پیر صاحب جائز دارند کہ شبیہ ایشان بر کافرے از کفار دنیا از خاکروبے تا شاہنشاہ کہ مظہر شیطان و از اہل ضلال باشد انداختہ شود۔

اگر این چنین کسی خود نمے پسندید پس چرا حکم کردہ کہ مقبولان ایزدی این چنین مکروہ فتاویٰ صادر مے فرماید۔ چیزیکہ بر خود نمے پسندی بر دیگران چہ پسندی۔

(۴) کسے از پیغمبر خدا صلعم حدیثے صحیح مرفوع متصل یا اثرے از صحابہ کرام در باب تمثل انبیاء و صلحاء بکفار و اشرار پیش کردن نمے تواند۔ و کسے چیزے را از کجا پیدا کند کہ ممتنع الوجود باشد زیرا کہ بجواز این امر شعائر اللہ بغیر شعائر اللہ مخلوط مے شوند و امان از حرمت شعائر اللہ مے خیزد۔ گرچہ انبیاء و اولیاء و کفار بوجہ اشتراک بشریت و انسانیت بحسب تعداد اندام یکسان مے باشند مگر حلیہ و پیرایہ صلحاء ہرگز بکفار و اشرار دادہ نمی شود ؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچہ ماند در نوشتن شیر شیر
شیر آن باشد کہ مردم میخورد۔

این تکلف و اضطراب بنا بر اتباع ظنیات مدعیان حیات مسیح شاہد است۔ و زبان حال ایشان باواز بلند صدا دارد کہ ایشان از حقیقت غافل و بے خبر اند و خیالات و عندیات خود بموجب قالوا وجدنا علیہ آباءنا مستحکم مے کنند و ترک آن را الکفر رسم مے دانند۔

در فیصلہ قرآنی بصفحہ ۷۵ حافظ محمد دین۔ و در شمس ہدایہ بصفحہ ۱۸ و در سیف چشتیائی بصفحہ ۱۹۵ پیر مہر علی شاہ گولڑوی و در کتاب الہام الصحیح فی اثبات حیات المسیح بصفحہ ۵۷۔۵۸۔ غلام رسول۔ و در شہادۃ القرآن از صفحہ ۲۱ تا ۲۲ ابراہیم سیالکوٹی و در تائید المرام و غایۃ المرام محمد سلیمان پٹیالوی و در غایۃ المقصود علی حائری بتائید القیاس شبیہ حضرت مسیح بر دیگرے و بر رفع مسیح بجسدہ العنصری الی السماء غلط و دست و پا زدند قتل الخراصون الذین ہم فی غمرۃ ساہون۔

اگر این مردم را خوف خدا و شرم از حضرت محمد مصطفےٰ صلعم دامنگیر شدے گاہے بمقابل کلام ایزدی و احادیث نبویہ قصص طویلہ و عریضہ مزعومات و ظنیات منحوتہ نصاریٰ را پیش نمے کردند۔

ریمارک

ابتدائی رپورٹ انجمن شیخان شمسی لاہور اس نام کی ۱۶ صفحہ کی ایک خوبصورت چھپی ہوئی رپورٹ ہمارے پاس بغرض اظہار رائے آئی ہے۔ یہ رپورٹ ماسٹر چراغ الدین صاحب ورنیکلر ریڈر آفس رجسٹرار چیف کورٹ پنجاب و جنرل سکرٹری انجمن مذکور نے مرتب کی ہے۔ یہ زمانہ انجمنوں اور کانفرنسوں کا ہے ہر ایک قوم نے اپنی کوئی نہ کوئی انجمن ضرور بنائی ہے۔ اور یہ طریق قومی ترقی کیلئے فی الحقیقت بہت ہی مفید ہے۔ ایسی صورت میں شیخان شمسی کی انجمن لاہور جیسے مقام میں نہ ہوتی تو بیشک تعجب تھا خصوصاً جبکہ ماسٹر چراغ الدین جیسے ذکی اور روشن خیال نوجوان اس قوم میں ہوں میں ماسٹر چراغ الدین صاحب کو طالب علمی کے زمانہ سے جانتا ہوں انہیں قومی کاموں اور اصلاحی تحریکوں میں حصہ لینے کا خاص ملکہ اور مذاق ہے۔ وہ لاہور کی ینگ مینز سوسائٹی میں نمایاں پوزیشن رکھتے ہیں انجمن موصوف کا اصل الاصول شادی غمی کی تقاریب پر بیجا مصارف کا انسداد اور دیگر رسوم قبیحہ کی اصلاح کرنا ہے میں نے اس رپورٹ کو سرسری نظر سے پڑھا ہے۔ اصلاحی تحریکوں پر قدرتی بات ہے کہ مخالفت ہوتی ہے اور سخت مخالفت ہوتی ہے اس کے [illegible] عزیز دوست ماسٹر چراغ الدین صاحب بھی ناامید نہیں ہیں کیونکہ ان کے استقلال ہمت کا یہ نتیجہ ہے کہ میں اس قوم کی باقاعدہ رپورٹ دیکھتا ہوں۔ رپورٹ کے پڑھنے سے جنرل سکرٹری صاحب کی قابلیت کا پتہ لگتا ہے شیخان شمسی لاہور کی خوش قسمتی ہے کہ ایک قابل نوجوان قومی خدمت کرنیکو تیار ہوا ہے ماسٹر چراغ الدین کو میں اس رپورٹ پر مبارکباد دیتا ہوں اور مشورہ دیتا ہوں کہ وہ انجمن کی اغراض کو پورا کرنیکیلئے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دستور العمل قرار دیں۔ اور اسلام میں جو کامیابی اور ترقی کی عملی تجویزیں پیدا ہوئی ہیں ان سے قوم کو بچا کر اسی راہ پر چلانیکی کوشش کریں جو حقیقی کامیابی کی راہ ہے۔

علمی جنتری کانپور ۱۹۰۱ء کانپور کی علمی جنتری کی سالگرہ ہے

سید محمد عبد اللہ صاحب علم سوداگر کی زیر ترتیب شائع ہو رہی ہے اور یہ جنتری پنجاب و ہند میں بہت کچھ شہرت یافتہ ہے۔ اشتہاری حصہ نکالکر ۸۰ صفحہ پر شائع ہوئی ہے جسمیں مفید و عجیب کارآمد مضامین جنتری کے علاوہ اپ ٹو ڈیٹ ہیں۔ اس جنتری میں صفحہ ۳ پر حضرت اقدس جناب امام الاسلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور بہت ہی مختصر حالات دیئے ہیں میں افسوس کرتا ہوں کہ سید صاحب اگر یہ تصویر اور حالات نہ دیتے تو اچھا ہوتا۔ تصویر بہت ہی خراب اور غلط ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ حالات انہوں نے اخبار پیغام صلح سے لئے ہیں۔ اگر وہ اس امر کی ضرورت ہی سمجھتے تھے تو درج مجھ سے اس حالت میں بھیجتے میں خوشی سے مدد دیتا۔ حالات میں اس فرقہ کی تعداد کے متعلق لکھا ہے مرزا صاحب کی زبانی ان کے مریدوں کی تعداد دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے لیکن ان کے مخالفین صرف چار پانچ ہزار ہی کہتے ہیں۔

اس فقرہ کو پڑھ کر مجھے اور بھی افسوس ہوا کہ کاش اگر مردم شماری کی رپورٹ کو دیکھ لیا جاتا تو سید صاحب اپنی رائے لکھ سکتے بہر حال یہ جنتری ایک قابلقدر چیز ہے مجھے کوئی قیمت اس جنتری کی معلوم نہیں ہوئی۔ کانپور علمی جنتری کے دفتر سے ملے گی۔

استفسار اور ان کے جواب

۱ مرزا صاحب حج بیت اللہ شریف کیوں نہیں کرتے۔ اور جناب پیران پیر کا درجہ اور ادب کہاں تک ہے

۲ فرضوں میں اور باقی نمازوں میں میں بیچ یعنے درمیان میں دعا مانگنا کس حدیث یا آیت کریمہ سے ہے۔

۳ حدیث صحیحہ سے ثابت کریں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سفر کر کے محلہ خانیار شہر سری نگر میں آئے۔ سوائے اس کے احمدیوں کے پاس کیا ثبوت ہے کہ ایک قبر مسیح کے نام سے ساحت نکلتی ہے۔ ایک قبر فقیر اس نام کی بتلائی جاتی ہے۔ ماسوائے اس کے کوئی معتبر حدیث۔

۴ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کیا خیال ہے آیا وہ مصلوب ہوئے ہیں۔ اگر ہوئے ہیں تو آیا صرف صلیب پر لٹکائے گئے۔ اور رہے وہ زندہ یا مصلوب ہونے کے معنے صلیب پر لٹکانے کے بعد موت ہی لازمی نتیجہ ہوتی ہے اور آیت قرآن کریم ما قتلوہ وما صلبوہ کو کسطرح مطابق کیا جاتا ہے۔ اور کیا معنے لئے جاتے ہیں۔

۵ خاتم النبیین رسول اللہ تھے۔ تو پھر نبی ہونے کا دعوے کسطرح درست رہتا ہے۔

۶ ایک کا اعتراض ہے کہ حدیث علم ظنی ہے کسی حدیث کا کوئی راوی معتبر یعنی تبع تابعین تک ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ گویا حدیث کو نامعتبر خیال کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ اس ظنی حدیث کو چھوڑ کر قرآن کریم سے مہدی دوران و آمد مسیح موعود ثابت کرو۔ گویا بمقابل [illegible] مہدی و آمد مسیح کی نہ کوئی پیشین گوئی قرآن کریم میں ہے۔ اور نہ حدیث معتبر ہے۔ تو کسطرح آمد ہو سکتی ہے۔

جوابات

۱ جناب سید عبد القادر صاحب اچھے آدمی تھے اور حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو اچھے لوگ اچھا کہیں وہ خدا کے حضور بھی اچھا ہوتا ہے اور یہ حدیث بخاری میں ہے۔ رہی یہ بات کہ انکی فضیلت کہاں تک ہے۔ یہ موقوف ہے دلی تعلق پر جو خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے اور دلوں کے حالات سے سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی واقف نہیں۔ پس حد مقرر کرنا انسان کا کام نہیں۔ حج بیت اللہ میں امن شرط ہے۔ آجکل تو عام حاجیوں کیلئے بھی امن نہیں۔ اور راستہ میں مال اور جان دونو تو وا[illegible] ہیں۔ آپنے شاید سنا ہوگا کہ اس سال کتنے لاکھ روپیہ لیکر حاجیوں کو کسقدر دکھ دیا گیا ہے۔ اور صدہا قتل ہی ہو گئے۔ اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ عیسائیوں کی ایک جماعت (مسلمان ہو کر) بیت اللہ کا طواف کریگی اور مسیح بھی اون کے ساتھ طواف کریگا۔ کیونکہ طواف بدون اسلام لانیکے عیسائیوں کو ناممکن ہے۔

۲ تم جانتے ہو کہ جب انسان نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو اہدنا الصراط المستقیم الآیۃ پڑھتا ہے وہ بھی ایک دعا ہے۔ پھر رکوع میں اور سجود میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر عمر میں۔ سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی۔ پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی دعا ہے۔ پھر التحیات میں۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اور درود تو درود۔ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی۔ یہ سب دعائیں ہیں اور نماز کے اندر ہیں۔ اگر تم غور کرو تو معلوم ہوگا کہ نماز ساری دعا ہے اور رکوع کے بعد اپنے پہلے آخری رکعت میں دعا مانگنا بلوغ المرام میں موجود ہے دیکھ لو۔

۳ ہر ایک امر حدیث سے ثابت نہیں ہوا کرتا مثلاً تم سے کوئی دریافت کرے کہ حدیث سے ثابت کرو کہ تمہاری کیا قوم ہے۔ پس یہ عقلمندوں کا کام نہیں عقلمند کا یہ کام ہوتا ہے کہ خدا کے مختلف قسم کے دیئے ہوئے دلائل سے سچے اور صحیح دلائل لیوے خواہ وہ قرآن میں ہوں خواہ حدیث میں خواہ تواتر سے ملیں خواہ قانون قدرت سے۔

۴ حضرت مسیح مصلوب نہیں ہوئے۔ مصلوب کے معنے عربی زبان میں ہیں وہ دکھ جس سے انسان کی چربی پگھل کر نیچے گر جاوے صرف لکڑی پر چڑھنے کا نام صلیب نہیں بلکہ یہ لکھا ہے کہ مصلوب وہ ہوتا ہے جسکی پیٹھ کی چربی پگھل کر گر جاوے۔

۵ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ضرور ہیں اور قرآن کریم میں لکھا ہے پر جائز ہو کہ نبی کریم صاحب شریعت تھے اسلئے ضرور ہوا کہ کوئی شریعت جدیدہ قرآن یا نبی کریم کے احکام کے سوائے ممکن نہیں۔ اور نبی کا لفظ عربی زبان میں خبر دینے والے کے معنے رکھتا ہے یا بڑے آدمی کے۔ اس معنے کی نفی شرعاً جائز نہیں اور نیز خاتم مہر کو کہتے ہیں۔ جب نبی کریم مہر ہوئے تو انکی امت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا تو وہ مہر کسطرح ہوئے [illegible]

۶ حدیث کو علم ظنی کہنا غلطی ہے اگر مطلق حدیث ظنی ہے تو بیٹے باپ کے بیٹے کسطرح ثابت ہوتے ہوا لانکہ یہ خبر ظنی ہے۔ بیچارا بچہ مثل ہے مان جاتے باپ کو۔ پس ایک عورت کی خبر بھی بعض اوقات یقینی ماننی پڑتی ہے اور اسکا راوی نہ نبی نہ صحابی نہ تابعین سے ہے۔ [illegible]

نور الدین

کیا اسلئے کہ ریلوے حادثات کی تعداد پوری ہو جائے؟ سنا ہے کہ بڑے شہروں میں پولیس و ڈاکو ہر سال یا مہینے میں مقدمات کی ایک خاص تعداد پوری کرنی پڑتی ہے۔ جسکا نتیجہ ہے کہ ان بیچاروں کو بعض جھوٹے اور بے بنیاد مقدمے بھی بنانا پڑتے ہیں۔ حال میں یہ خبر ہماری نظر سے گذری کہ مشرقی بنگال ریلوے پر سگنلر موقوف کئے جائینگے۔ اور ان کا کام سٹیشن ماسٹروں پر ڈالا جائیگا۔ ہماری رائے میں سٹیشن ماسٹری اور سگنلری دونو کام نہایت نازک ذمہ داری کے ہیں جن میں ذرا سی غفلت سے حادثوں اور تصادم کا ہونا ایک معمولی بات ہے پس اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہم کہینگے کہ شاید مشرقی بنگال ریلوے پر بحالت موجودہ حادثے بہت کم ہوتے ہیں جسکی تعداد پوری کرنے کیلئے یہ تدبیر نکالی گئی ہے کہ سگنلروں کی ڈیوٹی کا بوجھ بھی بیچارے سٹیشن ماسٹروں کے سر پر ڈالا جاتا ہے تاکہ انکی مجبوری و غفلت سے خواہ مخواہ بھی حادثات ہوتے رہیں اور سال میں ایک معینہ تعداد پوری ہو جایا کرے۔

ہندوستانیوں کی سوشل حالت پر [illegible] عجیب روشنی ڈالی ہے وہ لکھتا ہے کہ ۲۴ر جنوری کو سخت سردی تھی اور بارش کیوجہ سے کیچڑ [illegible] تھی ہم نے ایک ہندو [illegible] کو بازار میں جاتے دیکھا اس کے ہاتھ میں تین طلائی کنگن اور دو تین اور قیمتی زیور تھے مگر پاؤں میں جوتی نہ تھی [illegible] ہندوستانی بیان جسطرح [illegible] زیورات سے لادتے اور [illegible]

ایڈیٹوریل نوٹس

اس عنوان سے میرے ایک کرم اور محترم سلالہ نے جسکا نام ابھی مصلحتاً ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے الحکم کیلئے ہفتہ وار کچھ نوٹ بھیجنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے اللہ تعالے انہیں اس قلمی خدمت الحکم کی توفیق دے وہ پسند فرماتے ہیں کہ انہیں الحکم کا آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر تجویز کیا جاوے گو میں ذی استعداد اسسٹنٹ ایڈیٹر کی ہی تلاش میں رہتا ہوں لیکن جب مجھے آنریری ملے تو خدا تعالیٰ کا اور بھی شکر کرنا چاہیئے۔ ذیل میں جسقدر نوٹ میں درج کرتا ہوں وہ انہی آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب ہی کے ہیں ایڈیٹر

ایڈیٹوریل نوٹس

(از خاکسار آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

دفع طاعون کیلئے عالمگیر دعائیں اسلام کی فتح اور مسیح موعود کا بول بالا

آج ہم بالخصوص مسلمانوں کے اور بالعموم تمام ہندوستان کے ممتاز اخبارات میں یہ تحریک دیکھتے ہیں کہ طاعون دور ہونے کیلئے خدائے قہار کی تمام عاجز مخلوق کو رو رو کر دعا مانگنی اور اپنے اعمال بد سے بھی توبہ و استغفار کرنی چاہئیے کیونکہ یہ ایک قہر الٰہی ہے جو ہماری بد اعمالیوں سیہ کاریوں اور غفلت شعاریوں سے ملک پر نازل ہوا ہے اگر اس کے کچھ مادی اسباب ہوتے تو جیسی جیسی کارگر انسدادی تدابیر اس کے دفعیہ کیواسطے اختیار کی گئیں۔ رعایا پرور گورنمنٹ نے لکھو کھا روپیہ اس کے مقابلہ میں پانی کیطرح بہایا اور ناخنوں تک کا زور لگایا تو ان سے یہ کبھی کی دفع ہو گئی ہوتی۔ خدا کی شان دنیا کی زبردست سے زبردست طاقتیں اس معاملہ میں عاجز رہیں اور سب نے بالآخر ہار مان لی۔ اور فی الحقیقت ہونا بھی چاہیئے کہ قہر الٰہی کے سامنے انسان اپنی ناچیز طاقتوں کو ہیچ محض تسلیم کرکے اپنے تئیں اسی جگہ کر بیٹھے رہتے ہم کو چھوڑ دیتے لیکن چشم بصیرت سے کام لینے والے باخبر المبل صدق والے اس پر گواہی دیں گے کہ ان دنیا داروں نے اس بارہ میں اپنے آپ کو آنچہ دانا کند کند نادان لیک بعد از خرابی بسیار کا مصداق ثابت کیا کیونکہ یہی آخری تدبیر خدا کے مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے ہی بتائی تھی بار بار لوگوں کو سمجھایا کہ یہ خدا کا قہر ہے۔ تبھی ٹلیگا جبتک تم سچی توبہ اس کے حضور نہ کروگے اور اپنے میں پاک تبدیلی نہ کروگے۔ بلکہ ایک اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ تم پر تو اتنا تکیہ کرتے ہو جو شرک فی الاسباب کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے اور دعا سے کہ وہ بھی مثل تاثیر دوا کے ایک سامان ہے اسقدر بدظن ہو کہ اسکی مطلق پرواہ نہیں کرتے لیکن آہ! ان نادانوں نے اسوقت خدا کے صادق کا مضحکہ اڑایا اسے مجنون اور سخن بیہودہ قرار دیا لوگوں کو اپنی بات سنوانے کیلئے ایسے ڈھکوسلے گھڑتا ہے جن سے جہلا دام تزویر میں آجائیں کہ یہ تو بڑا اللہ والا ہے لوگوں کو تقویٰ و طہارت کی نصیحت کرتا ہے۔ آہ یہ جو قسم طنز آمیز کلمات پر اسوقت اللہ تعالیٰ ہنستا تھا کہ اے نادانو تم ٹھیرو اور منتظر رہو وہ وقت آرہا ہے جبکہ تمہیں اپنے ہی منہ سے وہ کچھ کہنا پڑیگا جو آج میرا مامور تم سے کہلوانا چاہتا ہے چنانچہ اسوقت ہم دیکھتے ہیں وکیل جیسے اخبار تو بجائے خود رہے پایونیر جیسے نامی گرامی انگریزی جرائد بھی عالمگیر دعا کی تجاویز کسی نہ کسی رنگ میں شائع کر رہے ہیں کوئی بطور اڈیٹوریل کے اور کوئی مراسلات میں اور کوئی خبروں کے کالموں میں۔ کیوں اے حضرات ناظرین کیا یہ اسلام کی فتح اور مسیح موعود کی فتح نہیں ہے؟!

بسا کہ دولت از گفتار خیزد

آج اتفاق سے علیگڈھ کے "بلند خیال" اور "مہذب" رسالہ اردوئے معلی کا ایک نمبر بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۴ء ہماری نظر سے گذرا اس کے حصہ نظم میں دیکھتے کیا ہیں کہ کوئی صاحب حضرت ثاقب رئیس آگرہ ہیں انہوں نے اپنی غزل بھی رسالہ میں چھپوا رکھی ہے اور اس کے پاس ہی ایک اور صفحہ میں اپنی اہلیہ صاحبہ کی بھی جو عفت تخلص کرتی ہیں۔ کلام ملاشیان صاحب کا قابل داد ہے مگر ہمیں یہ بات سخت ناگوار معلوم ہوئی کہ ایک شریف پردہ نشین کی غزلیں رسالہ میں عام طور پر شائع ہوں جسے صدہا نامحرم پڑھتے ہونگے کیا علیگڈھ والوں کی یہی تہذیب کی حامی و ترقی خواہ ہے۔ کیا اس طرز عمل میں اسلامی حیا و حجاب کا شائبہ بھی ہے۔ ہماری رائے میں تو ایک مسلمان خاتون کیلئے خصوصاً جبکہ وہ عفت نام رکھتی ہو۔ اجنبی غیر مردوں سے غائبانہ تعارف پیدا کرنا ہرگز قرین ہوشمندی و مآل اندیشی نہیں ہو سکتا۔

یہ داغ نہیں ہے روشن نشان ہے

پایونیر کی ایک تازہ اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ رصدگاہ پونا کے ریزیڈنٹ نے اپنے مشاہدات کی رو سے ثابت کیا ہے کہ آفتاب میں سب سے بڑا سورج ہیل کا داغ ہے جو ابھی ابھر رہا ہے۔ یہ داغ ایک دھندلے شیشے کے ذریعہ کھلی آنکھ سے اتنا نیچے صبح کے بخوبی نظر آسکتا ہے تاریکی کے غرقہ اہل دنیا اسے داغ کہیں یا دھبہ نام رکھیں لیکن ہماری سمجھ سے تو یہ داغ نہیں بلکہ اسلام کی صداقت اور قرآن کریم کی سچائی پر ایک روشن دلیل ہے جسے آج سے سوا تیرہ سو برس پیشتر بتادیا کہ قرب قیامت میں آفتاب کی چادر لپیٹی جائیگی۔ کیوں ناظرین جب یہ داغ سب سے بڑا سورج ہیل تو اسوقت بڑا ہی اور بڑھ رہا ہے تو کیا عجب ہے کہ اسی داغ کو بڑھاتے بڑھاتے اللہ تعالیٰ بالآخر سورج کی تمام چادر نور لپیٹ دے۔ اس داغ کے تذکرہ میں بعض غیر احمدی حضرات یہ بھی پیش کرتے ہیں یہ بات مانی کہ قرب قیامت میں ہونا ہے لیکن آہ! ان لوگوں کی چشم بصیرت آفتاب صداقت کے دیکھنے سے کیوں اندھی ہو رہی ہے۔ ارے خدا کے بندو! جب تم یہاں تک مانتے ہو تو پھر مسیح موعود کے ماننے میں کیا تامل ہے۔ قیامت کا سب سے بڑا نشان تو وہی ہے۔ اور جب کہ آفتاب کی چادر نور قیامت قریب آگئے کیوجہ سے لپیٹی جانے لگی ہے تو پھر وہ وقت کب آئیگا کہ تمہارا مسیح دمشق کے مشرقی منارہ پر سے سیڑھی لگا کر اترے؟ یاد رکھو کبھی ہرگز ہرگز نہیں آسکے گا۔

ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے

نامی ہمعصر وکیل امرتسر کچھ مدت سے لاہور کی انجمن حمایت اسلام اور اس کے کچھ لوگوں کے پیچھے ہاتھ دھو کے پڑ گیا ہے یہانتک کہ کوئی مسئلہ اور کسی پالیسی پر ان سے اتفاق نہیں ہوتا تھا اور برخلاف اس کے علیگڈھ کالج اور ایجوکیشنل کانفرنس کا اسقدر زور شور سے حامی و مؤید ہے گویا اس کالج سے تو دنیا بھر کی عظمت و نعمت اک پل میں ان دونوں کے اوپر لادی جاتی ہے بحیثیت ایک اخبار نویس ہم ہی چاہتے ہیں تاکہ اس معاملہ میں ہمعصر موصوف کے ہمنوا ہوں یا نہ لیکن یہ کچھ بھی کہتے نہیں کہ ہمارے نزدیک یہ انجمن اور کانفرنس دونوں تو ہمارے نزدیک غلط راہ پر چل رہی ہیں جس طریق سے یہ دونوں قوم کو کامیابی اور فلاح دارین کی منزل مقصود تک لیجانا چاہتی ہیں وہ سراسر خسران نہیں تو کیا ہے بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ یہی تقدس مآب ندوۃ العلماء کا بھی یہی حال ہے۔ کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ اتحاد مذہبی کے بغیر کوئی قوم من حیث القوم ترقی و عروج نہیں پا سکتی اسلام کے نام لیوا بھی اس اصول سے باہر نہیں مگر وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کے بے شمار فرقوں کو ملا کر ایک کرنے اور انہیں دین حق کی اصل صورت پر لانے کیلئے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ایک صادق انہیں بلاتا ہے اور یہ وہ اسکا انکار کرتے ہیں تو بھلا اب کیسے ممکن ہے کہ خدا کی مرضی کے خلاف چلکر یہ لوگ فلاح دارین کو سہولت کیساتھ اس مقصد میں کامیابی حاصل کر سکیں یاد رکھیں کہ وہ لاکھ کوششیں کریں اور ناخنوں تک کا زور لگائیں لیکن یہ مقصود حاصل نہیں ہو سکتا جبتک کہ خدا سے صلح کر کے اسکے مامور صادق کا ساتھ نہ دیں۔

حیدرآباد دکن کی رپورٹ مردم شماری

ہمعصر مشیر دکن حیدرآباد کی اس رائے سے ہمیں بالکل اتفاق ہے کہ والیٔ سرکار نظام کی رپورٹ مردم شماری جو بصورت موجودہ انگریزی میں چھپی ہے چاہیئے کہ اردو میں شائع ہو کیونکہ عوام الناس بجز انگریزی کی نسبت اردو دان زیادہ ہیں انکی مفید معلومات سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔ ہرچند کہ اردو اسوقت ملک کی مشترکہ کاروباری زبان ہے اور بخیال بعض انشاپردازی انگلش کا ترجمہ کہلانے کا حق رکھتی ہے لیکن پھر بھی اس کی قدر و منزلت میں کہ مسلمان سلاطین کو عموماً اور والیٔ دکن اور مسلمان روساء کو خصوصاً اس سے کام ہمدردی اور تعلق خاطر ہونا چاہیئے لیکن سرکار نظام پر لازم ہے کہ اردو کی سرپرستی و حمایت کا حق ادا کرے مگر وہ خود اس طرف سے ایسی لاپرواہ ہو کہ ایک انگلش اہل بصیرت مورخ ہندوستانی اخبار نویس کو اسے اس بارہ میں توجہ دلانی پڑے۔ جو واقعی حیرت ہی نہیں بلکہ افسوس کی بات ہے۔

انکوائری آفیس

اودھ و روہیلکھنڈ ریلوے نے لکھنؤ میں انکوائری آفیس قائم کیا ہے جہاں سے مسافر ہر قسم کے ضروری امور متعلقہ سفر ریلوے دریافت کر سکتے ہیں۔ ہماری رائے میں اس قسم کے دفاتر تمام لائنوں کے کل بڑے بڑے سٹیشنوں پر قائم ہونے چاہئیں۔ پریس کا فرض ہے کہ جبتک یہ مدعا حاصل نہ ہو حکام ریلوے کو برابر توجہ دلاتے رہیں۔ ہندوستانی ریلوں کو سب سے زیادہ آمدنی مسافران درجہ سوم ہی کی ہوتی ہے اور ان بیچاروں میں بیشتر حصہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جو ریلوے سفر کے متعلق بہت سے ضروری باتوں سے محض ناواقف ہونیکے باعث سخت طرح طرح کی پریشانی۔ سزا باری اور تکلیف اٹھاتے ہیں

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی

پردہ دری

نمبر اول

زگفتہ نداردو کسے بادتو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

ہر چند مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریریں اپنے عامیانہ رنگ کی وجہ سے اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر نوٹس لیا جاوے۔ مگر میری خاموشی نے انھیں حوصلہ دلا دیا ہے کہ وہ **سلسلہ عالیہ احمدیہ** پر بہت کچھ منہ آنے لگے ہیں اس لیے محض اس خیال سے کہ پبلک کو مغالطہ سے بچایا جاوے میں نے ارادہ کیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے استہزا اور پر مذاق تحریروں کو چھوڑ کر محض ان کی الہ فریب باتوں کی قلعی کھول دی جاوے اور معقولیت اور متانت کے ساتھ ظاہر کر دیا جاوے کہ ان کے اعتراضات کی حقیقت کیا ہے۔ ان شاء اللہ میں اس سلسلہ کو اس وقت تک جاری رکھوں گا جب تک انکی تحریروں میں کوئی بھی بات شریفانہ اعتراض کے رنگ میں ہوگی لیکن اگر وہ محض اپنی خودستائی اور شعر بازی اور متانت اور ثقاہت سے گری ہوئی تحریروں کے ذریعہ مجھے بند کرنا چاہیں گے تو میں پہلے سے تسلیم کر لیتا ہوں کہ میں انکی ایسی تحریروں کا جواب دینے کے بالکل ناقابل ہوں۔

۳ جنوری ۱۹۰۲ء کے اہلحدیث کے صفحہ ۴ پر کوئٹہ سے آئے ہوئے کسی خط کا جواب مولوی فاضل ایڈیٹر صاحب نے دیا ہے۔ صاحب خط نے یہ پوچھا تھا کہ مرزا صاحب کے مرید کہتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب حق پر ہیں تو مباہلہ کے لیے کیوں نہیں نکلتے (یہ مفہوم اور خلاصہ اس خط کا ہے) اس کا جواب مولوی فاضل ایڈیٹر نے جو دیا ہے وہ حرف بحرف پبلک ہی نہیں بلکہ ذی علم دنیا کے دیکھنے کے قابل ہے۔ اس سے معلوم ہو جاوے گا کہ مولوی فاضل صاحب یا تو قرآن کریم اور سنن الٰہیہ سے بالکل ناواقف ہیں اور یا جان بوجھکر اصل بات کو چھوڑ کر نا لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ پس اسپر نظر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ میں انکا اصل جواب درج کروں اہلحدیث صفحہ ۵ کالم اول مورخہ ۳ جنوری ۱۹۰۲ء میں یوں رقمطراز ہیں۔

"مجکو مرزا جی نے صرف رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لیے بلایا ہے جس کے جواب میں میں نے آمادگی ظاہر کی تھی چنانچہ خود بدولت نے عودہ میری آمادگی کا ذکر کافی الفاظ میں ضمیمہ انجام آتھم میں کیا ہوا ہے۔ آپ دیکھ لیں۔ لیکن افسوس کہ باوجود دعوت کے میرے ساتھ مباہلہ پر نہ آئے۔ پھر کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۱ وغیرہ پر مجکو قادیان میں پہونچنے کا حکم کیا تو میں در دولت پر بھی پہونچا مگر افسوس کہ زیارت سے بھی بے نصیب واپس آیا جسکی مفصل کیفیت رسالہ الہامات مرزا میں آپ کو مل سکتی ہے۔ اب بھی اگر کرشن جی مجکو کسی طرح دعوت دیں تو میں اب بھی حاضر ہوں۔ یہ تو صرف ان لوگوں کی الہ فریبیاں ہیں۔ بھلا اگر مباہلہ ہی سے سچائی کا اظہار ہے تو صوفی عبدالحق غزنوی نے امرتسر میں جو مرزا جی سے مباہلہ کیا؟ سب لوگوں نے دیکھا تو انکی کونسی ٹانگ ٹوٹ گئی وہ اسی طرح زندہ سلامت بدستور مرزا جی کا دشمن ہے۔ اگر کہیں کہ میں بھی تو دیسا ہی ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو آپ پر اس کے مباہلہ کے بعد بڑے بڑے مصیبتیں پہونچیں۔ آتھم کی پیشگوئی کے موقعہ پر آپ کی وہ درگت ہوئی کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے۔ مقدمہ فوجداری میں دو سال تک کرہ عدالت میں چار چار گھنٹے حاضری سے ناک میں دم آیا ہزار ہا روپے کا خرچہ پڑا۔ دویم یہ کہ فریقین کی سلامتی بھی تو آپ ہی کے حق میں مضر ہے۔ کیونکہ آپ بقول خود نبی۔ رسول کے بیٹے ہیں آپ کا اثر اسپر ہونا چاہیے تھا ان دعووں میں سے اُس کا تو کوئی دعوی ہی نہیں تھا اُسکے آپ تو بہت کچھ بنتے ہیں۔ پس ذرا انصاف سے کہنا کون اپنے دعوی میں فیل ہوا۔

اس ساری تحریر کا خلاصہ مندرجہ ذیل امور ہیں۔

اول ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو حضرت اقدس نے مباہلہ کے لیے بلایا۔ اور ان کی آمادگی پر مباہلہ نہ کیا۔

دوم ۔ اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۱ پر قادیان پہونچنے کا حکم دیا اور مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت اقدس کے در دولت پر پہونچا مگر زیارت بھی نہ ہوئی۔

سوم ۔ اب بھی دعوت دیں تو طیار ہیں۔

چہارم ۔ اگر مباہلہ سے ہی سچائی کا اظہار ہے تو صوفی عبدالحق غزنوی کی کونسی ٹانگ ٹوٹ گئی۔

پنجم ۔ اس مباہلہ کا اثر الٹا حضرت اقدس پر پڑا۔ آتھم نہ مرا۔ مقدمہ ہوا وغیرہ۔

میں ان امور پر چونکہ نہ پر تفصیل سے بحث کرونگا اور انشاء اللہ تعالیٰ تحریری شہادت سے ثابت کروں گا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس مضمون میں کہاں تک دیانت داری۔ اظہار حق سے کام لیا ہے اور کہاں تک اصل واقعات کو چھپایا ہے اور انکی پردہ پوشی کی جس کی پردہ دری کا اب وقت آگیا ہے اور پھر یہ بھی دکھاؤں گا کہ **مولوی فاضل ایڈیٹر اہل حدیث یا تو سنن الٰہیہ سے محض ناواقف اور نابلد ہے اور یا انبیاء علیہم السلام اور قرآن کریم کا منکر ہے**۔

امر اول کے متعلق رسالہ انجام آتھم کے صفحہ ۴۵ پر **اشتہار مباہلہ** بہت ہی بسط سے لکھا گیا ہے اور صفحہ ۶۴ سے درخواست مباہلہ مندرجہ ذیل الفاظ میں شروع ہوتی ہے۔

اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمھاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فئہ قلیلہ ہے اور شاید اس وقت تک چار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ خدا اسکو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اسکو کمال تک نہ پہنچاوے اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔

اُسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں تا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جائے اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے۔ پہلے میں نے کبھی ایسے مباہلہ کی نیت نہیں کی اور نہ چاہا کہ کسی پر بددعا کروں۔ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مجھ سے مباہلہ چاہا مگر میں مدت تک اعراض کرتا رہا۔ آخر اُسکے نہایت اصرار سے مباہلہ ہوا مگر میں نے اُسکے حق میں کوئی بددعا نہیں کی لیکن اب میں بہت ستایا گیا اور دُکھ دیا گیا مجھے کافر ٹھہرایا گیا۔ مجھے دجال کہا گیا۔ میرا نام شیطان رکھا گیا۔ مجھے کذاب اور مفتری سمجھا گیا۔ میں انکے اشتہاروں میں لعنت کے ساتھ یاد کیا گیا۔ میں انکی مجلسوں میں نفرین کے ساتھ پکارا گیا۔ میری تکفیر پر آپ لوگوں نے ایسی کمر باندھی ہے کہ گویا آپ کو کچھ بھی میرے کفر میں شک نہیں۔ ہر ایک نے مجھ کو گالی دینا اجر عظیم کا موجب سمجھا۔ اور میرے پر لعنت بھیجنا اسلام کا طریق قرار دیا۔ پر ان تمام تلخیوں اور دکھوں کے وقت خدا میرے ساتھ تھا۔ ہاں وہی تھا جو ہر ایک وقت مجکو تسلی اور اطمینان دیتا رہا۔ کیا ایک کیڑا ایک جہان کے مقابل کھڑا ہو سکتا ہے۔ کیا ایک ذرہ تمام دنیا کا مقابلہ کرے گا۔ کیا ایک دروغگو کی ناپاک روح یہ استقامت رکھتی ہے۔ کیا ایک ناچیز مفتری کو یہ طاقتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

سو یقیناً سمجھو کہ تم مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہے ہو۔ کیا تم خوشبو اور بدبو میں فرق نہیں کر سکتے کیا تم سچائی کی شوکت کو نہیں دیکھتے بہتر تھا کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے روتے اور ایک ترساں اور ہراساں دل کے ساتھ اس سے میری نسبت ہدایت طلب کرتے اور پھر یقین کی پیروی کرتے نہ شک اور وہم کی۔

سو اب اُٹھو اور مباہلہ کے لیے طیار ہو جاو۔ تم سن چکے ہو کہ میرا دعوی دو باتوں پر مبنی تھا۔ **اول نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہامات الٰہیہ پر** سو تم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا۔ اور خدا کے کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینک دے۔ اب میرے بناء دعوی کا دوسرا شق باقی رہا۔ سو میں اُس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا کہ اب اس دوسرے بنا کے تصفیہ کے لیے مجھ سے مباہلہ کر لو۔

اور یوں ہوگا کہ تاریخ اور مقام مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد میں ان تمام الہامات کے پرچہ کو جو لکھ چکا ہوں اپنے ہاتھ میں لیکر میدان مباہلہ میں حاضر ہوں گا اور دعا کروں گا کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں میرا ہی افترا ہے اور تو جانتا ہے کہ میں نے انکو اپنی طرف سے بنا لیا ہے یا اگر یہ شیطانی وساوس ہیں اور تیرے الہام نہیں ہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو اور اس سے رہائی عطا نہ کر جب تک کہ موت آجاوے تا میری ذلت ظاہر ہو اور لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تیرے بندے فتنہ اور ضلالت میں پڑیں۔ اور ایسے مفتری کا مرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اے میرے علیم و خبیر اگر تو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں

تیرے ہی الہام ہیں اور تیرے منہ کی باتیں ہیں تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسیکو **اندھا** کرے اور کسیکو **مجذوم** اور کسیکو **مفلوج** اور کسیکو **مجنون** اور کسیکو **مصروع** اور کسیکو **سانپ یا سگ** دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے **مال پر آفت** نازل کر اور کسیکی **جان** پر اور کسی کی **عزت** پر۔ اور جب میں یہ دعا کر چکوں تو دونو **فریق** کہیں کہ **آمین** ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت میں سے ہر ایک شخص جو مباہلہ کے لیے حاضر ہو جناب الٰہی میں دعا کرے کہ اے **علیم و خبیر** ہم اس شخص کو جس کا نام **غلام احمد** ہے درحقیقت کذاب اور کافر جانتے ہیں پس اگر یہ شخص درحقیقت کذاب اور مفتری اور بیدین ہے اور اسکے یہ الہام تیری طرف سے نہیں بلکہ اپنا ہی افترا ہے تو اس امت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایکسال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اسکے فتنہ سے امن میں آجائیں۔ اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں ہیں تو ہم پر جو اسکو کافر اور کذاب سمجھتے ہیں دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب ایک برس کے اندر نازل کر اور کسیکو اندھا کر دے اور کسیکو مجذوم اور کسیکو مفلوج اور کسیکو مجنون اور کسیکو مصروع اور کسیکو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسیکی جان پر اور کسیکی عزت پر۔

اور جب یہ دعا فریق ثانی کر چکے تو دونو فریق کہیں آمین۔ اور یاد رہے کہ اگر کوئی شخص مجھے کذاب اور مفتری تو جانتا ہے مگر کافر کہنے سے پرہیز رکھتا ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ اپنے دعائی مباہلہ میں صرف کذاب اور مفتری کا لفظ استعمال کرے جس پر اسکو یقین ملی ہے

اور اس مباہلہ کے بعد اگر میں ایکسال کے اندر مر گیا۔ یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا ہو گیا جس میں جانبری کے آثار نہ پائے جائیں تو لوگ میرے فتنہ سے بچ جائینگے اور میں ہمیشہ کی لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤنگا اور میں ابھی لکھ دیتا ہوں کہ اس صورت میں مجھے کاذب اور مورد لعنت الٰہی یقین کر لینا چاہیے اور پھر اس کے بعد مجھے دجال یا ملعون یا شیطان کہنے سے ناراض نہیں اور میں لائق ہونگا کہ ہمیشہ کے لیے لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں اور اپنے مولیٰ کے فیصلہ کو فیصلہ ناطق سمجھونگا۔ اور میری پیروی کرنے والا مجھے اچھا اور صادق سمجھنے والا خدا کے قہر کے نیچے ہوگا۔ پس اس صورت میں میرا انجام نہایت ہی بد ہوگا جیسا کہ بد ذات کاذبوں کا انجام ہوتا ہے۔

لیکن اگر خدا نے ایکسال تک مجھے موت اور آفات بدنی سے بچا لیا اور میرے مخالفوں پر قہر اور غضب الٰہی کے آثار ظاہر ہو گئے اور ہر ایک ان میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو گیا اور میری بددعا نہایت چمک کے ساتھ ظاہر ہو گئی تو دنیا پر حق ظاہر ہو جائے گا اور یہ روز کا جھگڑا درمیان سے اٹھ جائے گا۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میں نے پہلے اس سے کبھی کلمہ گو کے حق میں بددعا نہیں کی اور صبر کرتا رہا۔ مگر اس روز خدا سے فیصلہ چاہوں گا اور اسکی عصمت اور عزت کا دامن پکڑوں گا کہ تا ہم میں سے فریق ظالم اور دروغگو کو تباہ کر کے اس دین متین کو شریروں کے فتنہ سے بچاوے۔

میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایکسال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک **بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا** اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار اور پھر ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا اور اگر میں مر گیا تو ایک خبیث کے مرنے سے دنیا میں ٹھنڈ اور آرام ہو جائیگا۔

میرے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم **دس آدمی** حاضر ہوں اس سے کم نہ ہوں اور جس قدر زیادہ ہوں میری خوشی کا موجب ہے کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔

گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی **لعنت** اس **شخص** پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ **مباہلہ** میں **حاضر** ہو اور نہ **تکفیر** و توہین کو **چھوڑے** اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی **مجلسوں سے الگ** ہو۔ اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین۔

دعوت مباہلہ کو پڑھ لینے کے بعد یہ امر بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ مباہلہ میں اہم شرط یہ تھی کہ کم سے کم دس آدمی حاضر ہوں اس سے کم نہیں اور اس شرط کی اہمیت کی وجہ یہ بتائی تھی کہ **بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں ہو سکتا۔**

اب مولوی ثناءاللہ صاحب حقیقی دینداری اور تقوی کو مد نظر رکھکر (جیسا کہ آتمارام صاحب حال عدالت کا بیان کردہ تقوی نہیں) انصاف سے کہیں کہ کیا انہوں نے اس شرط کو مد نظر رکھکر مباہلہ کی درخواست کی تھی ہم اگر تھی تو مہربانی کر کے ذرا ان علماء کے نام تو نکلیں جنکو لیکر آپ مباہلہ کے واسطے طیار ہوئے تھے اور اگر مولوی ثناءاللہ صاحب انجام آتھم کے اعلان مباہلہ کے شرائط کے موافق اپنی آمادگی کا ثبوت نہ دے سکیں اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ نہیں دے سکیں گے تو پھر اس مغالطہ آمیز تحریر سے انہیں کیا حاصل اگر یا وہ سمجھتے ہیں کہ ساری دنیا اندھی ہے اور بیوقوف ہی آباد ہیں۔

انجام آتھم میں مباہلہ کے اشتہار کے ذریعہ تو قطعی فیصلہ ہو جاتا تھا اگر ہمارے ٹکسال علماء اور صلحاء سجادہ نشین اس طرف آتے مگر میں خوب جانتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ وہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی دعوت پر کبھی نہیں آ سکے اور ہمیشہ انہوں نے حیل و حجت سے ان امور کو ٹالا ہے۔ اور بعد از وقت باتیں بنانے کو مولوی ثناءاللہ صاحب ایسے ہوشیار طیار ہو جاتے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں کچھ بھی حمیت اسلام ہوتی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات شدیدہ پر اعتبار ہوتا تو دس کیا دس ہزار اکٹھے ہو کر آتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ حضرت حجۃ اللہ نے دعوے کر دیا تھا کہ

میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جاوے گا کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال میں ان بلاؤں میں سے کسی ایک بلا میں گرفتار ہو جائیں **اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اگرچہ وہ ایک ہزار ہوں یا دو ہزار**

دانشمند اور منصف اس مقام پر غور کریں کہ کیا یہ چھوٹی دعوی اور نری لفاظی ہے کوئی شخص جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق شدید نہ ہو اور وہ اپنے مستجاب الدعوات ہونے پر پورا یقین نہ رکھتا ہو اُن خدا تعالیٰ کے بن بلائے نہ بولتا ہو کبھی ایسا دعوی نہیں کر سکتا۔ بیشک یہ **حجت بالغہ** تھی جو پوری ہو چکی اور کوئی مولوی خواہ ثناءاللہ ہو یا احمد اللہ اور کوئی سجادہ نشین اور صوفی اس میدان مقابلہ میں نہیں نکلا۔

اور اب جو کچھ مولوی ثناءاللہ صاحب کر رہے ہیں یہ نری **لاف زنی** ہے اور مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کی مصداق ہے۔

پس بڑی وضاحت کے ساتھ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ درخواست مباہلہ کے جواب میں مولوی ثناءاللہ صاحب اور ان کے پشت پناہ ہرگز سامنے نہیں آئے۔ رہی یہ بات کہ وہ اب بذریعہ اخبار آمادگی ظاہر کرتے ہیں تو یہ بھی صرف ابلہ فریبی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ چونکہ اب حضرت اقدس ان مباحثات کو ختم کر چکے ہیں کیونکہ پورے طور پر اتمام حجت ہو چکا اس لئے وہ مجھے بلائیں گے تو نہیں اسلئے مفت میں سرخروئی ہو جائیگی مگر وہ نہیں جانتے کہ سرخروئی نہیں روسیاہی ہوگی۔ دانشمند پبلک اور واقف کار احباب اس نکتہ کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور اس **مغالطہ** کی دھجیاں اڑائی جا سکتی ہیں کیونکہ حضرت اقدس نے وہیں تک ہی اتمام حجت نہیں کیا تھا بلکہ پھر اسی کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ میں جسکا حوالہ مولوی ثناءاللہ صاحب دیتے ہیں اس مباہلہ کو اور بھی آسان کر دیا تھا۔ آنے کی ضرورت بھی نہیں رکھی تھی چنانچہ ذیل کے اقتباس سے معلوم ہو جائیگا۔

اب میں سلیم الفطرت لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ذیل کے اقتباس کو پڑھیں اور مولوی ثناءاللہ صاحب سے مطالبہ کریں کہ تم **خدا تعالیٰ کی قسم** کھا کر بتاؤ اور وہ اشتہار دکھاؤ جسمیں اس دعوت کے موافق جو دوبارہ کیگئی تھی **تم نے مباہلہ کیا ہو؟** اور اپنی آمادگی کا ان **شرائط کے موافق اعلان** کیا ہو مگر سن رکھو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب تو کہاں کوئی بھی مخالف مولوی اپنے **ایمان اور بصیرت** کی بناء پر ایسا اشتہار شایع کرنے کی توفیق نہیں پا سکا۔ پھر جب انہیں یہ قوت اور بصیرت حاصل نہیں ہوئی تو اب مخالفت کرنا **انصاف** اور **تقوی** کے خلاف ہے۔ وہ اقتباس یہ ہے

بالآخر ہم دوبارہ ہر ایک مخالف مکفر مکذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جسطرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا اور اسکو ذلیل کیا۔ اور اس کا بیٹے کا دعوی بھی جھوٹا نکلا۔ اور کوئی عزت اسکو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو رد کیا۔ اس سے بڑھکر اس مباہلہ میں ہوگا۔ میں نے اس روز **بددعا نہیں کی** کیونکہ نا سمجھ اور غبی تھا۔ اور اسکی جہالت اسکو قابل رحم ٹھہراتی تھی **مگر اب میں بددعا کرونگا۔** سو چاہیے کہ ہر یک مباہلہ کی درخواست کرنیوالا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم دس ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کیلیے ہر یک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا یا ہندوستان کا یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا اسلیے یہ **مشقت** مخالفوں پر جایز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کر کے میرے پاس آویں بلکہ حسب منطوق **ما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ و یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔** یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص **اشتہارات**

کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میرے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ نہ محض حوالہ دے بلکہ کل الہام صفحات مذکورہ کو اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دعا اس اشتہار میں لکھے اور وہ یہ ہے۔

دعا

اے خدائے علیم و خبیر میں فلاں ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو جسکا نام غلام احمد ہے دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کاذب اور مفتری اور کافر جانتا ہوں اور یہ تمام الہام اس کے جو اس نے انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک اس اشتہار میں لکھے ہیں یہ سب میرے نزدیک افترا یا شیطانی وساوس ہیں تیری طرف سے نہیں ہیں۔ پس اے خدا قادر اگر تو جانتا ہے کہ میں اپنے اس اظہار میں سچا ہوں اور اس کا یہ دعوےٰ تیری طرف سے نہیں اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہیں بلکہ وہ درحقیقت کافر ہے۔ تو اس مرد پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنہ سے امن میں آجائیں۔ اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں ہیں تو مجھ پر جو میں اسکو کافر اور کذاب سمجھتا ہوں دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب اسی دن سے ایک برس کے اندر نازل کر۔ آمین۔

یہ اشتہار جب کسی مباہلہ کرنیوالے کیطرف سے بغیر کسی تغیر تبدل کے آئیگا تو ایک شخص کو کہا جائیگا کہ اس اشتہار کو ہماری جماعت میں پڑھے۔ تب اس کے ختم ہونے پر تمام جماعت آمین کہیگی۔ اور ایسا سمجھا جائیگا کہ گویا میں وہ تمام الہامات جو انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے گئے ہیں اس اپنی تحریر میں درج کرونگا اور یہ دعا بعد اس کے لکھونگا۔ کہ اے خدائے قادر و علیم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے دعویٰ مسیح موعود ہونیکا اپنی طرف سے بنالیا ہے اور یہ تیرے الہامات نہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں بلکہ میرا افترا ہیں یا شیطانی وساوس ہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دیدے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعوےٰ تیرے الہام سے ہے اور یہ سب الہامات تیرے الہامات ہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں تو اس مخالف کو جو اپنے اشتہار مباہلہ کے ذریعہ سے میری تکذیب کرتا اور مجھکو کاذب جانتا ہے ایک سال کے عرصہ میں نہایت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ آمین۔ اور جب یہ اشتہار اُس مخالف مباہلہ کنندہ کے پاس پہنچے تو چاہیے کہ وہ ایک جماعت میں پڑھا جائے۔ اور بعد ختم ہونے مضمون کے ساری جماعت آمین کہے۔ پھر یہ سمجھیے کہ آسمان پر یوں فیصلہ کر دیا۔

اس جگہ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ تمام مخالفین کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کے بعد کوئی مخالف مباہلہ کیلئے طیار ہو جائے اور اسکے اشتہارات بھی چھپ جاویں تو ہر ایک مباہلہ کے خواستگار پر واجب ہوگا کہ اسکے ساتھ شامل ہو کر مباہلہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور پھر کسی دوسرے وقت میں مباہلہ کی درخواست بھیجے تو ایسی درخواست منظور نہیں کیجاویگی اور ایسا شخص کسی طور سے قابل التفات نہیں سمجھا جاویگا۔ چاہیے کہ ہر ایک شخص ہمارے اس اشتہار کو یاد رکھے۔ اور اس کے موافق کاربند ہو۔

باقی آئندہ

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت علی العموم اچھی ہے۔ بزرگان ملت اور ممبران خاندان رسالت بھی خدا کے فضل و کرم سے اچھے ہیں۔

۲۔ موسم کی طبعی حالت بدستور چل رہی ہے۔ آسمان عموماً ابر آلود رہا ایک دن کے وقفہ سے تقاطر اور تند ہوا کا دورہ بدستور غیر معمولی سردی رہی ہے۔

۳۔ دارالامان میں عید جمعرات کو ہوئی۔ معمول کیموافق حضرت حکیم الامت نے نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا (جو اگلی اشاعت میں انشاء اللہ درج ہوگا) لاہور وزیرآباد۔ کپورتھلہ فریدکوٹ رعیہ وغیرہ مقامات سے احباب اکثر شریک نماز ہوئے۔ اردگرد کے دیہات سے بھی اکثر لوگ آئے تھے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام اور عید فنڈ

عید کی تقریب پر امید کیجاتی ہے کہ ہر جگہ کی احمدی جماعتوں نے عید فنڈ باقاعدہ جمع کیا ہوگا اور ایسا ہی قربانی کی کھالوں کی نسبت بھی انہوں نے مستعدی سے کام کیا ہوگا۔ امید ہے بہت جلد عید فنڈ اور قربانی کی کھالوں کا روپیہ بھیجا جاویگا۔

اس ہفتہ میں جسقدر رقوم مدرسہ کو وصول ہوئے ہیں انکی رسید کسی دوسری جگہ درج کیجاتی ہے ہمارے مکرم ڈاکٹر ممتاز علی صاحب نے مدرسہ کے مستقل سرمایہ کے متعلق مجھے ایک مفصل خط لکھا ہے جسے اگلی کسی اشاعت میں انشاء اللہ چھاپ دونگا

درخواست دعا

ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب نے سمالی لینڈ کی مہم گورنمنٹ کی اعلیٰ درجہ کی خدمات کی ہیں اور اسطرح اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کی خوبی تعلیم کو عملی رنگ میں دکھایا تھا جس جنگ میں ہمارے مکرم بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم شہید ہوئے تھے ڈاکٹر ممتاز علی صاحب بھی اس جنگ میں شامل تھے اب جبکہ جنگ سمالی لینڈ کے حسن خدمات کے صلہ کیلئے دیسی و انگریزی افسران کی سفارش ہوئی ہے خوش قسمتی سے ڈاکٹر صاحب بھی اس زمرہ میں ہیں افسران بالادست نے متعدد مرتبہ انکی سفارش کی ہے کہ ان کو ہاسپٹل اسسٹنٹ درجہ اول بنایا جاوے۔ اسلیئے وہ احباب طریقت سے چاہتے ہیں کہ ان کیلئے دعا کی جاوے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس مقصد میں کامیاب کرے۔ امید ہے سب بھائی ڈاکٹر صاحب کیلئے دعا کرینگے۔

وصولی ابتدائے والغایت ۱۸ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) خواجہ جمال الدین صاحب انسپکٹر مدارس جموں [illegible]
(۲) منشی محمد جعفر خانصاحب [illegible] متوسط عا
(۳) ماسٹر ہدایت اللہ صاحب مدرس جہلم عیعہ
(۴) عنایت اللہ احمدی بابت جماعت سید قصران ضلع گوجرانوالہ عیعہ
(۵) چوہدری محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات صہ
(۶) مولوی عمر الدین صاحب مدرس ہیر ضلع جالندھر سے
(۷) مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن سے
(۸) منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی جنڈی عیعہ
(۹) محمد رحیم الدین احمدی کانسی ضلع ڈیرہ دون سے
(۱۰) میاں اللہ دتا موضع راہنساہ ضلع ملتان عا
(۱۱) منشی نواب الدین کلرک مسی کونا پلش ۳۲عہ
ڈیرہ غازیخان ۸ر
(۱۲) میاں اللہ دتا احمدی مدرس سوکی ضلع گوجرانوالہ ۲ر
(۱۳) میاں جان محمد صاحب کنسٹبل پولیس حلقہ بیلہ ار
(باقی آئندہ)

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

الحکم کی چھپائی بذریعہ مشین۔ الحکم میں جو مشین کے ذریعہ چھپائی کی مشکلات کو حل کرنیکا ذکر کیا گیا تھا اسکے متعلق کارخانہ الحکم کے ساتھ خاص محبت اور ہمدردی رکھنے والے احباب نے پرجوش الفاظ میں خوشی کا اظہار کیا ہے خاص دارالامان میں میرے بعض محترم بزرگوں نے بھی اظہار خوشی کیا ہے خدا تعالیٰ ان سب احباب اور بزرگوں کو جزائے خیر دے جو کارخانہ کی ترقی اپنی ترقی اور خوشی کا موجب سمجھتے ہیں یہ بھی قومی ترقی کا راز ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے ناظرین سے درخواست کی تھی کہ اگر وہ کارخانہ کا بقایا روپیہ جو خریداروں کے ذمہ واجب الادا ہے وصول کرا دینے میں مدد دیں اور الحکم کیلئے ایک ایک جدید خریدار پیدا کریں تو بہت جلد یہ انتظام ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔

یادگار فتح مقدمہ۔ فتح مقدمہ کی یادگار کے متعلق مختلف تجاویز اور خطوط آرہے ہیں میں انشاء اللہ ان سب رائوں کو یکے بعد دیگرے مناسب ہوا تو درج کرونگا فی الحال یہی مفید شدہ ہے کہ یادگار کیلئے روپیہ حضرت حکیم الامت کے نام بھیجا جاوے کافی روپیہ جمع ہو جانے پر حضرت حجۃ اللہ کے ایما اور بزرگان ملت کے مشورہ سے جو قرار پائیگا وہی بہتر اور مفید ہوگا۔ کسی صاحب کو ابھی سے تجویز کردہ رائے کو ساتھ ارسال روپیہ کے مشروط نہیں کرنا چاہیے۔

مشاہیر سلسلہ عالیہ۔ میاں سلطان محمد صاحب کتھریالہ ضلع جہلم نے مجھے یاد دلایا ہے کہ الحکم میں مشاہیر سلسلہ کی مختصر سوانح عمریوں کو دینے کا الحکم میں وعدہ کیا گیا تھا اسے شروع کیا جاوے۔ مجھے شک نہیں کہ یہ سلسلہ بہت ضروری اور مفید ہے میں اس سے غافل نہیں ہوں لیکن ہر ایک کام اپنے وقت پر موقوف ہے میں نے تو سال گذشتہ ہی میں شروع کر دیا تھا۔ مگر حضور کی از بس مصروفیت اور قادیان سے دور ہونے نے میری راہ میں ایک روک پیدا کردی انشاء اللہ وقت آتا ہے۔

توسیع اشاعت الحکم۔ ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب جو الحکم کے خاص معاون اور سرپرست ہیں الحکم اور تفسیر القرآن اور مطبع کی شائع ہونیوالی کتابوں کیلئے ایک مستقل خریدار بھیجتے ہیں۔

خطبات کریمیہ اور مجاہد المسیح۔ ان دو کتابوں کی اشاعت مفید قوم سمجھی گئی ہے اگر ایسے خطبات کا عام رواج ہو گیا تو انشاء اللہ مسلمانوں میں ایک نئی روح پیدا ہونیکی توقع کیجاتی ہے۔

مثیل المسیح کی صداقت پر ایک قوی شہادۃ

چند روز ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خاتم النبیین سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مسجد احمدیہ دانہ میں تشریف لائے ہیں اور اندر بیٹھکر مجھے ارشاد فرمایا کہ کتاب لاؤ میں نے جلدی سے ایک کتاب لا دی جو کتاب مشکوٰۃ تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے کتاب کھولکر یہ **حدیث** پڑھ کر سنائی و من سرہ ان ینظر الی عیسی ابن مریم فلینظر الی ابی ذر **الغفاری** جو مس صفحی کے صفحہ ۵۳۸ میں درج ہے اور اس سے آنحضرت نے مجھے سمجھایا کہ حدیث **ینزل فیکم ابن مریم** میں بھی مثیل المسیح کی بشارة دی ہے۔ اسوقت مجھے اور بھی کئی احادیث کی صحت کی نسبت استفسار کرنیکا ارادہ تھا مگر کسی کی آواز سے بیدار ہوگیا۔ ہمارے مخالفین کو لازم ہے کہ ناحق ابن مریم متوفی کی انتظار نہ کریں اور اپنے وقت کے امام کو پہچانیں۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ❋

تفسیر القرآن کے خریداروں کو بشارۃ

دوسری رات کو خواب میں دیکھا کہ میں ایک خشک ریگستان کے بیابان میں کسی طرف کو جارہا ہوں مجھ پر پیاس نے غلبہ کیا تو میں ایک جگہ بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس ریت پر شیخ یعقوب علی صاحب کی تفسیر القرآن لکھی ہوئی ہے مگر نہایت خوشخط اور ایک ایک حرف ریت کے کئی کئی ذرات پر بہت ہی مزین لکھا گیا ہے۔ مجھے اس کی خوبصورتی سے تعجب گذرا کہ شاید اس ریت میں ان حروف کے نیچے پانی ہو میں نے ہاتھ سے ریت کھودنی شروع کردی اور بہت خوشگوار پانی نکل آیا میں نے خوب سیر ہوکر پیا اور یہ پانی اس زور سے نکلا کہ رفتہ رفتہ دریا ہوگیا پھر اس سے پار ہونا محال ہوگیا اور پھر دیکھا کہ کئی گھر اس سے مخالفین اسلام کے تباہ ہوگئے اور کچھ ہونے والے ہیں۔ پھر بیدار ہوگیا۔

اس سے مجھے یقین ہوگیا ہے کہ شیخ یعقوب علی صاحب کی تفسیر القرآن دنیا پر ایک خاص عادت اثر کرے گی اور اپنے خریداروں کو خدا کی رحمت اور ہدایت کے پانی سے اچھی طرح سیراب کرائے گی معلوم ہوا کہ اس میں حقائق اور معارف ریت کیطرح ہیں میں صدق دل سے اور نہایت خوشی سے اپنے مخدوم اور محسن شیخصاحب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ جنکے بابرکت وجود سے یہ بے نظیر تفسیر شائع ہورہی ہے اور پھر مبارک ہیں وہ لوگ جو تفسیر القرآن کے خریدار ہیں۔ فرقہ احمدیہ پر فرض ہے کہ اس تفسیر القرآن کی اشاعت کو اپنا فرض منصبی سمجھکر اس کی اشاعت کریں کہ اس میں نور اور ہدایت ہے۔ خداتعالے ہر ایک کو اس کے پڑھنے کی توفیق دے اور ہدایت بھی۔ آمین

(محمد حبیب احمدی از دانہ)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مولوی فاضل ایڈیٹر کو مہذب سرٹیفکٹ	مولوی فاضل ایڈیٹر اہل حدیث کی تحریروں میں متانت اور ثقاہت کے نہ ہونے کی ہمیں ہی

شکایت نہیں بلکہ اس کی تصدیق اس سرٹیفکٹ سے بھی ہوتی ہے جو لاہور کے ایک آریہ اخبار **پرکاش** نے اپنی ۱۱ فروری کی اشاعت میں انہیں عطا فرمایا ہے اور وہ یہ ہے

مغربی تہذیب اور **مشرقی** تہذیب کے نمونے تو پرکاش کے ناظرین نے بہت دیکھے ہونگے لیکن ایک **ایڈیٹر کی تہذیب** کا نمونہ شاید ہی انہوں نے دیکھا ہو لیجئے آج ہم ایک ایسا نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں کہ جسکو دیکھ کر انکے منہ سے عش عش نکل جاوے امرتسر کا **اہلحدیث** سوامی یوگندرپال کی کتاب مباحثہ مجیٹھہ پر ریویو کرتے ہوئے حسب ذیل درافشانی کرتا ہے

...... مگر افسوس کہ آریوں نے اس رول کو بالکل ردی کے صندوق میں بند کرکے کہیں ایسی نالی میں پھینک دیا ہے جہاں نیوگنوں کے حیض کا خون بہتا ہے۔ ناظرین ہم نہیں جانتے کہ اس

تہذیب کے پتلے ایڈیٹر کو کیا کہیں

منام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

یہ ہے وہ سرٹیفکٹ جو مولوی فاضل مصنف **تہذیب** کو ملا ہے۔ افسوس!! میں جانتا ہوں کہ وہ اس کے جواب میں مجھے بھی دو چار صلواتیں سناوے گا مگر یہ تو جواب نہ ہوگا بلکہ اس سرٹیفکٹ کی تائید ہوگی۔ بہتر ہے مولوی صاحب اپنی تحریروں کو زیادہ تر **معقول** اور متین بنانے کی کوشش کریں۔

بحال خود نگر	میں **پرکاش** کے معزز ایڈیٹر کی مندرجہ بالا رائے کو نہایت عزت سے دیکھتا ہوں لیکن نہیں

بجائے خود اس امر پر بھی ضرور غور کرنا چاہئیے کہ **آریہ سماج کا مذاق مباحثہ** اور لٹریچر بہت کچھ بدگوئی اور سب وشتم ہی کے اندر محدود ہے چنانچہ جس سوامی جی کا ذکر انہوں نے مندرجہ بالا نوٹ میں کیا ہے اُن کی تحریروں اور تقریروں میں بجز یاوہ گوئی اور گالیوں کے ہوتا ہی کچھ نہیں۔ اور وہ مشہور **بدگو** ہے۔ ماسوا اس کے **نیوگ** اگر پوتر اور **پاک مسئلہ** ہے اور ویدک دھرم ہے تو اس کا ذکر آپ غیر مہذب کیوں قرار دیتے ہیں میں مولوی فاضل کے اس نوٹ اور طرز تحریر کو تو ہرگز پسند نہیں کرتا البتہ آپ کا اس پر اعتراض کرنا عجیب معلوم ہوتا ہے جس سے مجھے وہم ہوتا ہے کہ آپ **نیوگ** کے تذکرہ کو بھی غیر مہذب ہی سمجھتے ہیں اگر ایسا ہے تو میں آپ کی غیرت فطرت پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔

غالب اور مقتدر خدا	اسی پرکاش میں ایک نوٹ لکھا ہے۔ **قرآن شریف**

پڑھ جاؤ تم ہر جگہ خدا کو قادر اور غالب ہی پاؤگے کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں خدا کو پیار اور محبت کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہو۔"

لاریب ایک آریہ کے نزدیک قرآن کریم میں خداتعالے کی ان صفات عالیہ کو پانا اس کے لیے حیرت انگیز امر ہے کیونکہ اس نے اپنے ہاں تو ایک ایسے پرمیشر کو تسلیم کیا ہے جو ایک تنکا یا ذرہ پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ اس نے پڑھا ہے کہ پرمیشر ایک منجمد ہستی ہے جس میں کوئی قدرت اور طاقت نہیں وہ اپنے مخلص اور وفادار بندوں کو ہمیشہ کی نجات تک نہیں دیسکتا اسے دعاؤں کے قبول کرنے کی شکتی نہیں اب وہ اگر قرآن شریف میں واللہ غالب علیٰ امرہ۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر پڑھے تو اگر اسے تعجب نہ ہو تو اور کیسے ہو۔

خیر یہ حیرت تو **پرکاش** کے ایڈیٹر کے لیے لازمی تھی مگر افسوس یہ ہے کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں خدا کو پیار اور محبت کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہو۔"

معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے پیشکردہ **مقتدر اور متصرف غالب** خدا کا کچھ ایسا رعب آپ پر پڑا ہے کہ آپ قرآن شریف پڑھ نہیں سکے ورنہ ایسا لغو اور ناواقفی کا اعتراض نہ کرتے بلکہ میرا تو خیال یہ ہے کہ آپ اسقدر رعب کے نیچے آئے ہیں کہ قرآن کریم کھولکر بھی نہیں دیکھا ورنہ سورۃ فاتحہ ہی میں پڑھتے **الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین**

موقع اور گنجایش نہیں کہ میں ان صفات اربعہ کی خوبیوں پر بحث کروں لیکن اسقدر کہ **حسن اور احسان** کا اکمل نمونہ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ اور اس کے علاوہ قرآن کریم میں کثرت کے ساتھ **ولی المومنین۔ رؤف الرحیم۔ یحببکم اللہ۔ یحب المحسنین** وغیرہ الفاظ آئے ہیں مگر اسکو پڑھے کون ؟ وہی جو مقتدر اور غالب خدا کو ماننے والا ہے وہ شخص جو خداتعالے کو غالب اور مقتدر یقین ہی نہیں کرتا اس میں ان صفات کا رنگ آکیونکر سکتا ہے **پرکاش** کے اس نوٹ سے اب عملی طور پر بھی کھل گیا ہے کہ

آریہ سماج کے نزدیک خداتعالیٰ کا غالب اور مقتدر ہونا اسکی شان کے خلاف اور مذموم صفت ہے

اور اس سے یہ نتیجہ بالکل سہل ہے کہ آریہ سماج کسی اپاہج خدا کو ماننا چاہتی ہے اور مانتی ہے۔

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر جی۔ اسٹریٹ صاحب ایم۔ اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ ایسے خیالات ہوس اور دعائی دھرم کو سون پرے رہتا ہے۔ اور آجکل کی مذہبی دنیا میں ہمیں اس زہریلے اثر کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے در حقیقت میں انجیل کی سب سے بڑھکر اسکی صداقت اور سادگی کی وجہ سے قدر کرتا ہوں۔ اسکے لکھنے والوں نے گویا اپنی روحوں کو اندر سے باہر نکال کر دکھلایا ہے تاکہ ہم انہیں صاف صاف طور پر دیکھ سکیں انہوں نے ہمیں اپنے زمانہ کی زندگی کی ایسی صاف صاف تصویر دکھلائی ہے جو کہ رنگین عبارت کے لکھنے والوں کیلئے ناممکن تھا۔ انجیل کے اندر جو صداقتیں ہونگی وجہ سے ہی اسکی اسقدر وقعت ہے جہانتک کہ اس کتاب میں انسانی زندگی کی کشمکش اور رنج و راحت۔ گناہ اور فتح۔ نفرت اور محبت کے متعلق بیانات ہیں یہ کتاب اس قابل ہے کہ نہایت غور کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا جائے مگر اس کو ہر ایک خطا سے پاک ماننا گویا ناکامیابی کا منہ دیکھنا ہے اور میری بابت تو یہ ہے کہ میں ایسے ماننے کی نسبت یہی بہتر سمجھونگا کہ میں آسمانوں کو ہمیشہ کیلئے ایکطرف رکھدوں اور انسانی زندگی اور تجربے کو اپنے لئے زیادہ قابل قدر رہبر خیال کروں اس بارہ میں ٹوٹس کارلائل صاحب نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔ اگر تمہیں خدا کی خواہش ہے تو آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھو آسمان کس خوبصورتی سے تنا ہوا ہے اور پھیلا ہوا ہے اور اگر تمہیں اپنی بہبودی کیلئے کتاب کی ضرورت ہے تو انسان کی عجیب تواریخ موجود ہے۔

لیکن چونکہ انجیل مذہبی ترقی کا ایک بیش قیمت خزانہ ہے جسمیں بہت سے بے بہا لعل و جواہر موجود ہیں۔ اگرچہ وہ ایک نامکمل طرز پر جڑے ہوئے ہیں اور نیز چونکہ وہ ایک ایسی قوم کی مذہبی تواریخ کا بیان ہے جس کا معراج بہت اعلیٰ تھا گو بہت کم اس معراج کو حاصل کیا ہے اور چونکہ وہ ایسا روحانی خزانہ ہے جسمیں سے بہت اعلیٰ خیالات اور صداقتیں جو ملک میں موجود ہیں شاید ہی کہیں ملتی ہوں۔ اسلئے میں انجیل کو ایک انسانی ممکن السہو کتاب مانکر اسکی قدر و منزلت کرتا ہوں اور خدا کا شکر بجالاتا ہوں کہ دنیا کی رہنمائی کیلئے اسقدر وافر ہے اور میری بھی خواہش ہے کہ انسان اس کا اچھی طرح سوچ سمجھکر غور کے ساتھ مطالعہ کرے۔ اور وہ متضاد باتیں جو اسمیں ہیں صاف اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ دیانتداری اور صداقت کے ساتھ تحریر ہوئی ہے اور اختلافات جو مختلف انجیلوں کے بیانات میں پائے جاتے ہیں یہ ثابت کرتے ہیں کہ مورخین نے جسطرح انکو درست اور صحیح معلوم ہوا اسیطرح صاف صاف بیان کر دیا۔ اب ہمارا یہ کام ہے کہ انجیل میں سے وہ تمام باتیں جو ہماری موجودہ زندگی کے مددگار اور مفید ہو سکتی ہیں نکال لیں اور اسکی غلطیوں اور متضاد باتوں کو الگ چھوڑ دیں۔ اور اپنی خداداد طاقتوں سے یہ معلوم کریں کہ وہ کون کون سی صداقتیں ہیں جو بائیبل کے مورخین پر روحانی طور پر نازل ہوئیں اور وہ کونسی غلطیاں ہیں جو ان صداقتوں کے ساتھ مل گئیں۔

انجیل کو اور کتابوں کی طرح سمجھنا چاہیئے

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں یا تو انجیل کی ہر ایک بات میں یقین کرنا چاہیئے یا کسی بات کو بھی نہ ماننا چاہیئے۔ ان کا یہ کہنا بالکل خلاف از عقل و دلیل ہے وہ انجیل کے سوائے اور کسی بارے میں کبھی ایسی دلیل پیش نہیں کرتے نہ تو وہ یہ مانتے ہیں کہ جو کچھ اور کتابوں میں پڑھتے ہیں اس تمام کو قبول کریں۔ اور وہ اپنے عزیز سے عزیز دوست کی ہر ایک بات پر یقین رکھتے ہیں اگرچہ اسکی دیانتداری اور صداقت کی تعریف کرتے ہیں۔ نہ وہ اپنے ہر دلعزیز واعظ کے لفظ کو جو منبر پر سے اسکی زبان سے نکلتا ہے مانتے ہیں اور نہ اسکی ذاتی زندگی کے ہر ایک کام سے اتفاق رکھتے ہیں بعض ایسے لوگ ہیں جو اگرچہ اپنے مذہب کے اصول و عقائد مانتے ہیں مگر اپنے دل میں ذہنی طور پر کچھ مستثنےٰ کر لیتے ہیں۔ وہ جب اپنے دل کے اندر بائیبل کی ہر ایک بات کو بالکل صحیح قبول کرتے وقت کانشنس کی جھڑکی محسوس کرتے ہیں۔ انہیں بالکل دیانتداری اور صداقت سے کام لینا چاہیئے۔ انہیں تحقیقات (جہاں میں) کے خیال سے مطلق ڈرنا نہیں چاہیئے۔ اسی تحقیقات کے ذریعہ سے صداقت انسانوں کے دلوں تک پہونچی ہے۔ انہیں زندہ خدا پر پورا بھروسہ رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی صداقت کو باوجود انسانی گمراہی اور شکوک کے بالکل محفوظ رکھیگا۔ خدا نے ہر ایک شخص کو عقل اور کانشنس عطا فرمایا ہے۔ اور روحانی زندگی حاصل کرنے میں یہ کافی رہبر ہیں انہیں ان عالیشان حقوق کو چرچ کے قواعد اور بائیبل یا واعظ کے حوالہ نہیں کر دینا چاہیئے۔

ہر ایک مرد اور عورت کو یہ بات ہر وقت مدنظر رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنے لئے خود غور و فکر کرے۔ ہمیں ان طاقتوں کو جو مہربان خدا نے ہمیں بخشی ہیں اب زیادہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رہنے دینا نہیں چاہیئے۔ جن طاقتوں کا انجیل کے بہادروں نے خوب پورے طور پر استعمال کیا تھا۔ جو آزادی ہمیں مسیح نے بخشی ہے ہمیں اسپر قایم رہنا چاہیئے۔ اور دوبارہ غلامی کے جوئے میں جکڑا جانا نہیں چاہیئے۔ جو کچھ عقل درست سمجھے اور کانشنس اوسکی شہادت دے۔ وہ ہمارے لئے درست ہے۔ اور جو کچھ یہ آخری عدالتہائے اپیل غلط ظاہر کریں اسے ہمیں رد کرنا چاہیئے۔ یہ بات کہ داؤد یسعیاہ۔ یوحنا یا پولس نے ایک خاص بات کو درست سمجھا ہے اسکی قطعی دلیل نہیں کہ وہ بالکل درست ہو۔ ہمیں تو وہ معلوم کرنا چاہیئے اور دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا یہ باتیں فی الحقیقت درست ہیں۔ عقل ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ ہم انجیل کی بہت سی باتوں کو غلط سمجھکر رد کریں جیسے کہ ہم اور جگہ پہ غلط باتوں کو پڑھکر رد کرتے ہیں ساتھ ہی ہم عقل کے ذریعہ سے اس صداقت کو بھی معلوم کرتے ہیں جو انجیل میں موجود ہے۔

جب ہم انجیل کے بعض حصوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو کانشنس مارے شرم کے سر نیچا کر لیتا ہے ہاں جب اسمیں نیکی، قربانی اور محبت کا ذکر پڑھتے ہیں تو مارے خوشی کے پھولا نہیں سماتا۔

اگر اس نگاہ سے دیکھا جائے تو انجیل ایک نہایت قابل قدر کتاب معلوم ہوتی ہے۔ کوئی اور کتاب ایسی نہیں پائی جاتی جسمیں انجیل جیسا اعلیٰ اور پاکیزگی خیالات۔ نیکی کے لئے جان نثاری۔ صداقت کیلئے وفاداری اصل مقصد کیلئے سرگرمی پائی جاتی ہو۔ اور نہ کوئی ایسی کتاب ہے جسمیں ایسا سچا مذہب۔ خدا اور فرض کے متعلق ایسے اعلیٰ اور صحیح خیالات پائے جاتے ہوں۔ کسی اور کتاب میں اسقدر امید۔ اعتقاد اور محبت نہیں ملتی۔ ہمیں بیشک دنیائی اور کتب مقدسہ کیطرف بھی ضرور توجہ کرنی چاہیئے اور ان میں سے جو صداقت ملے اُس کی قدر اور تعریف کرنی چاہیئے۔ اگرچہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان میں سے کسی کو عیسائیوں کی کتب مقدسہ کے ساتھ مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ ان پرانے قدیم کتابوں سے تھکی ماندہ روحوں کو راحت ملتی ہے۔ کمزور دل تسکین پاتا ہے اور نہایت ذلیل گنہگار اور غریب راندہ درگاہ کو بہت ہمدردی ملتی ہے۔ بیماری اور صحت غریبی اور امیری، خوشی اور غم میں زندگی اور موت کے وقت اس کتاب میں ہمیشہ مناسب اور مسبب گاہ فقرہ الفاظ ملجاتے ہیں۔

ہم آزاد مذہب لوگ انجیل کے قدر کرنے میں کسی سے کم نہیں ہیں۔ مگر اب اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم سچ سمجھکر انجیل کی قدر کریں۔ ایک آزاد خیال آدمی اس تو ہمات کے دھند اور گرد کو جو اس کتاب پر چھایا ہوا ہے صاف کر دیتا ہے اور جب وہ اسے ایک تاریک اور دھندے شیشے میں سے دیکھنے کے بجائے کھلے طور پر دیکھتا ہے تو اگرچہ وہ اپنی عقل کو اسکی ہر ایک بات ماننے کیلئے تیار نہیں بناتا اور نہ اسکی تمام تعلیم کو لا خطا سمجھتا ہے لیکن اوس کے پاکیزہ خیالات اور مفید نصائح کو جیسے پیاسی روح سرد پانی کی نعمت حاصل کرنے والی کیفیتوں کو خوشی سے قبول کرتی ہے محسوس کرتا ہے۔ خدا کی روح نسل انسان کے دل میں کام کرتی ہے اور اسے اعلیٰ باتوں کی طرف راغب کرتی ہے۔ پس وہ نہایت خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور خدا کا شکر بجالاتا ہے۔ کہ ہم جیسے انسانوں نے نسل انسان کیلئے ایک قیمتی اور لازوال میراث چھوڑی ہے جسمیں نہایت اعلیٰ خیالات اور کبھی کم نہ ہونے والی شان موجود ہے۔

عید مبارک ہو

ناظرین الحکم کو عید مبارک ہو

تعطیل عید کیوجہ سے اخبار ایکدن بعد میں شایع ہوتا ہے اور اصل ریڈنگ میٹر بھی ایک صفحہ کم ہے

ایڈیٹر

مے باشند بلکہ بعض انبیا مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ و موسے کلیم اللہ و نوح نبی اللہ و محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام بوجاہت و قرب الہی از حضرت مسیح فوقیت داشتند اگر تخصیص قرب الہی و رفع الی اللہ چنانکہ بحق حضرت مسیح آمدہ ہمچنان در حق بعض انبیا تخصیص بعض اشیا ہم آمدہ است کہ جملہ انبیا دران شراکت دارند مثلاً ذکر تخصیص کلام الہی بحق موسے علیہ السلام چنانچہ خداوند تعالےٰ مے فرماید و کلم اللہ موسیٰ تکلیماً حالانکہ جملہ انبیا کلیم اللہ مے باشند و بخداوند تعالےٰ ایشان را مکالمہ حاصل مے باشد ہمچنان بحق مادر حضرت مسیح حضرت مریم علیہا السلام آمدہ است و امہ صدیقۃ حالانکہ بجز از مریم علیہا السلام دیگر زنہا ہم بدنیا گذشتہ اند کہ صدیقہ بودند و ذکر آنہا در قرآن کریم آمدہ است مگر در قرآن کریم تخصیص صدیقیت بحق حضرت مریم آمدہ است۔ جملہ انبیا صدیق مے باشند مگر خصوصاً در قرآن کریم یوسف ایہا الصدیق بحق حضرت یوسف آمدہ است۔ پس مے باید دانست کسانیکہ از اسلوب نزول کلام الہی آگاہ اند مے دانند کہ نزول کلام ایزدی بحسب اقتضائے حال و ضرورت مے باشد ذکر جملہ تخصیصات مزبورہ بحسب تردید اعتراضات مخالفین وارد شدہ است۔ طالب حق را غور باید کرد کہ در قرآن کریم ذکر تخصیص قرب و رفع بحق حضرت مسیح بجہت تردید آن الفاظ است کہ بحق حضرت مسیح علیہ السلام یہود استعمال مے کردند یعنے مے گفتند کہ مسیح ملعون یعنے مردود و ذلیل بود کہ بدست ما کشتہ شد۔ خداوند تعالےٰ تردید آن را بالفاظ وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین و بجائے دیگر بالفاظ بل رفعہ اللہ الیہ فرمودہ یعنے مسیح در دنیا و آخرت باعزت و از مقربان ایزدی است۔ بل رفعہ اللہ الیہ۔ یعنی حضرت مسیح مقرب الہی بود چون صلہ رفع الی باشد معنے آن قرب مے باشد مثلاً یقال رفعتہ الی السلطان یعنے قربتہ الی السلطان یعنے او را مقرب بادشاہ گردانیدم۔ پس ہرگاہ از روئے لغت و محاورۂ عرب معنے رفع الی اللہ۔ قرب الہی ثابت شد لہٰذا آیت اول الذکر و من المقربین و دوم و بل رفعہ اللہ الیہ مفسر یکدیگر اند و خداوند تعالےٰ منزہ است ازین کہ او را التقید نسبت خیر و مکان و آسمان کردہ آید۔

قرب نے بالا و پایان رفتن است + قرب حق از حبس ہستی رستن است۔

(۱۶) - اگر بجائے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خداوند تعالےٰ دیگرے را بدست یہود برائے قتل اصلیہ پیش کردہ و حضرت مسیح را پرانیدہ بر آسمان برد مگر وقتیکہ یہود حضرت یحییٰ و ہمدان و حضرت زکریا علیہما السلام را قتل کردند برائے نجات ایشان چرا این انتظام نہ فرمود۔

اگر برائے حفاظت انبیا بسنت ایزدی این امر جائز مے بود پس زکریا و یحییٰ علیہما السلام اولیٰ تر مستحق این حفاظت بودند۔

(۱۷) آیا خداوند تعالےٰ را بردن مسیح بر آسمان گمراہی نصاریٰ و پرستش مسیح منظور بود۔

(۱۸) بفرض محال اگر زندگی مسیح دراز منظور بود آیا خدا تعالےٰ مسیح را بر زمین جائے دادن نمے توانست

(۱۹) آیا برائے اصلاح امم زمان آخر خدا تعالےٰ از امت افضل الرسل محمد رسول صلعم کہ در حق او کنتم خیر امۃ اخرجت للناس فرمودہ است کسے را مثل مسیح بلکہ ازان افضل تر پیدا کردن نمی تواند کہ مسیح را تا الحال زندہ نگاہداشت۔

(۲۰) از قرآن کریم صاف ثابت گردیدہ کہ اصلاح امم از منہ آخر بعد قیامت از دست ائمہ خواہد شد

کہ در امت محمدیہ پیدا خواہند شد۔

(۲۱) اگر بجز حضرت مسیح دیگر کس بر دار کردہ شد پس چرا او روبروئے حاضرین انکشاف اصل حقیقت نکرد زیرا کہ اگر او خیر خواہ مسیح و حواری بود و ہر گاہ او دیدہ بود کہ مسیح پریدہ بر آسمان رفت پس او را الحال درباب حضرت مسیح چہ غم بود و اگر دشمن بودے پس برو لازم بود کہ برائے بریت و استخلاص خود چراغ و فریاد مے کرد کہ من مسیح نیستم بلکہ مسیح سقف خانہ را شگافتہ بر آسمان پریدہ رفت من فلان کس ہستم مگر مزعوم مصلوب مدعیان حیات مسیح اظہار ایں امر ہرگز نکرد و زیادہ تر قابل غور امر این است کہ ہر گاہ او بر دار کردہ شد یہود او را گفتند کہ اگر تو پیغمبر ایزدی و بادشاہ یہود ہستی زود بروئے دار از صلیب فرود آ و ما را معجزہ بنما اگر کسے خیال کند کہ یہود بغلطی او فتادند آن دیگر کس بود و مسیح نبود ما مے گوئیم اگر دیگر کس بود پس بوقت مخاطبہ یہود او را چہ عذر بودے بایست کہ می گفت من مسیح نیستم زیرا کہ مسیح اعجازاً پریدہ بر آسمان رفت مرا کہ محض بے قصور ہستم بغلطی بر صلیب مے کشید من فلان کس ہستم مرا ازین شکنجہ عذاب نجات بخشید۔

(۲۲) ہیچ مظہر شیطان و کافر را شبیہ ہیچ نبی اللہ دادہ نمی شود کما قال رسول اللہ صلعم من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل بی۔ ترجمہ یعنی پیغمبر خدا صلعم فرمودہ اند کسیکہ مرا بخواب دید پس بے شک خواب او درست است و مرا دید زیرا کہ شیطان متمثل من شدن نمے تواند۔ پس غور طلب این امر است کہ آیا یہود دشمن حضرت مسیح بودند و مظہر شیطان بلکہ مجسم شیاطین بودند احدے از ایشان را خداوند تعالےٰ تناسب اعضاء و پیرایۂ لباس محبوب خود عطا کردہ و لحاظ احترام شعائر خود نکرد۔

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی بکتاب سیف چشتیائی بصفحہ ۱۹۵ تحت آیت و لاکن شبہ لھم بطور تفسیر بالرائے باثبات القاء شبیہ احدے بر دیگرے قصۂ غریب نقل فرمودہ اند درین جا ترجمہ عبارت کتاب مذکور را مے نویسم و بحاشیہ این کتاب اردو عبارت پیر مذکور را بعینہٖ ملاحظہ فرماید۔ وہو ہذا۔

قصہ است از قطب العالم سلطان العاشقین و برہان المعشوقین حضرت خواجہ محمد سلیمان رح مشہور است کہ یک خادم بارگاہ ایشان در مکان ہندوے بغرض ملاقات محبوبۂ خود داخل شدہ بود چون ہنود ارادۂ گرفتاری او کردند دیدند کہ درون خانہ شوہر آن محبوبہ ہست و آن خادم نیست بعد ازان روزے قطب العالم رح آن خادم خود را فرمودند کہ اے فلان تا کجا من برائے تو متشکل فلان ہندو شوم۔ از موہائے سفید من شرم کن۔ ما مے گوئیم این قصہ بوجوہات مندرجہ ذیل محض جعلی و باطل و بے اعتبار

(حاشیہ)

لہ قطب العالم سلطان العاشقین و برہان المعشوقین حضرت خواجہ سلیمانؒ کا قصہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک خادم بارگاہ کو جب ہنود نے ایک ہندو کے مکان میں جس میں بغرض ملاقات محبوبہ گھسا تھا اور اسکے پکڑنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اندر میں اوس محبوبہ کا شوہر ہے وہ خادم نہیں بعد اسکے ایک روز قطب العالم رح نے اسکو فرمایا فلانے میں تمہارے لئے کب تک فلان ہندو بنوں گا میرے سفید بالوں سے حیا کر۔ صفحہ ۱ سیف چشتیائی مؤلفہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی